فتنۂ نیو ورلڈ آرڈر اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حذیفہ وستانوی
(انڈیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن تعلیمات کو لے کر مبعوث کئے گئے وہ ایسی ہمہ گیر اور کامل و مکمل ہیں کہ رہتی دنیا تک اس سے رہنمائی ملتی رہے گی، زمانہ چاہے کتنا ہی ترقی کیوں نہ کر جائے، مگر وہ تعلیمات نبویہ سے دست بردار نہیں ہوسکتا، کیوں کہ قرآن کا اعلان ہے: ''**الیوم اکملت لکم دینکم و أتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الإسلام دینا**''۔ میں نے آج تمہارے دین کو کامل و مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تام کر دیا اور دین اسلام کو تمہارے لیے پسند کر لیا۔

اس آیت کریمہ میں غور کرنے کی ضرورت ہے، اس لیے کہ قرآن نے دو جملے استعمال کیے ہیں: **اکمالِ دین** اور **اتمامِ نعمت** ۔ بظاہر دونوں ایک معلوم ہوتے ہیں، مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اکمال دین کا جملہ لا کر بنی آدم کو صاف الفاظ میں خبر دے دی کہ اس دین کے آنے کے بعد تمام ادیان سابقہ منسوخ ہو چکے ہیں، اس لیے کہ بقیہ زمانہ میں جو شریعتیں اللہ کی جانب سے انبیاء سابقین کے ذریعہ بنی نوع انسانی پر نازل کی گئی تھی، وہ اس زمانہ کے لحاظ تھیں مگر نبی آخر الزماں احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شریعت دی گئی، وہ صرف ان کے زمانہ کے ساتھ خاص نہیں، ایسی کامل و مکمل ہے، کہ ہر زمانہ میں اللہ کے رضا جوئی والی راہ جاننے کے لیے کافی ہے اور وافی ہے۔ اور دوسرا جملہ ''**اتممت علیکم نعمتی**'' یعنی اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر چکا ہوں تو ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد نعمت رسالت ہو، یعنی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا، اور ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد بندوں کو یہ بتانا ہو کہ اسلام جو مادہ پرستی کے دور میں انسان کے لیے شاق معلوم ہوگا، اس کے عاشق شر ہونے کی وجہ سے، ایسا نہیں ہے بل کہ اسلام اللہ کی ایک نعمت عظیم ہے، جس میں اعتدال، لہٰذا ضرورت زمانہ کے نام سے کسی طرح کی تحریف و تغیر کا حامل نہیں ہوسکتا، بل کہ وہ اب قیامت تک قرآن و حدیث کے بیان کردہ خطوط و اصول پر قائم رہے گا۔ غرضیکہ ہم ربیع الاول کی مناسبت سے نیو ورلڈ آرڈر کے نام سے دنیا میں برپا کئے جانے والے فتنے کا تعاقب کرتے ہوئے اس مضمون میں یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ نیو ورلڈ آرڈر کے مطالبات کیا ہیں، اور اسلام میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس کا حل کیا ہے۔ امید ہے کہ بصیرت سے پڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آمین یارب العالمین!

نیو ورلڈ آرڈر:

۱۸۹۷ء کے سال یہودیوں نے اپنی ایک کانفرنس میں نیا عالمی نظام New World Order کا تخیل گیارھویں اور انیسویں باب میں پیش کیا، اور اس کی تشکیل کی پہلی کوشش ۱۹۱۷ء میں کی گئی۔ جب امریکی صدر ولسن کے مشیر

کرنل مناڈ بل ہاؤس نے اقوام متحدہ (لیگ آف نیشنز) کا خاکہ ولسن کے سامنے پیش کیا، اگر چہ اس وقت یہ کہہ کر رد کر دیا گیا گیا، کہ ''امریکی مقتدر اعلیٰ کسی تنظیم کے تابع نہیں رہ سکتا'' ایسا اس لیے ہوا، کہ یہود اب تک اپنا اثر رسوخ امریکی اداروں پر قائم نہیں کر سکے تھے، مگر پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب اقتدار تک پہنچ کر ہی کچھ کام بن سکے گا، لہٰذا اس کے لیے وہ سرگرم ہو گئے، اور ۱۹۴۱ء کے آنے تک وہ تمام امریکی حکومتی اداروں پر حاوی ہو گئے، یہاں تک یکم جنوری ۱۹۴۲ء کے آنے تک اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آ گیا، اور یہیں سے نیو ورلڈ آرڈر کی بنیاد پڑ گئی، اور پھر اس شر انگیز فتنہ نے دنیا میں کیا خلفشار پھیلایا؟ حالات اس کے گواہ ہے کہ پوری دنیا برائی کی جہنم میں دھکیل دی گئی، اور ظاہری و باطنی سکون دنیا سے عنقا ہو گیا، لہٰذا جب تک ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ'' پر عمل در آمد شروع نہیں ہو جاتا امن اور خیر کی فضا قائم ہو ہی نہیں سکتی۔

نئے عالمی نظام کے عناصر ترکیبیہ

امن کی راہ میں اصل رکاوٹ:

دنیا کے حالات دیکھ کر آپ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں، کہ دہشت مٹانے کے نام پر پوری دنیا میں کون دہشت گردی برپا کئے ہوئے ہیں؟ ظاہر ہے کہ امریکہ ہی ہے، اور کیوں نہ ہوں؟ امریکہ کی بنیاد ہی سولیین ریڈ انڈین کے قتل ناحق پر پڑی! اور پھر وقفہ وقفہ سے انسانی خون ہی کے ذریعہ اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا گیا ہے، اور آج اس کی تعمیر کے بعد اس کی اپنی بقاء کے لیے بھی اس کو انسانی ناحق خون ہی درکار ہے! مگر امریکہ یہ بھول چکا ہے، کہ دیر آید درست آید، اللہ کا عذاب بغتۃ اچانک آتا ہے، اور جب آ جائے گا ''و لا یجدون لھم من دون اللہ ولیاً و لا نصیرا'' اور اللہ کا قانون ہے ''و ما للظالمین من انصار'' ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا، نئے عالمی نظام کی ماں چوں کہ امریکہ بن کر بیٹھا ہوا ہے۔ لہٰذا مختصراً اس محرک کا ذکر ضروری تھا جو کر دیا گیا۔

نئے عالمی نظام کے عناصر ترکیبیہ:

نئے عالمی نظام کے عناصر ترکیبیہ تو بہت سارے ہیں، مگر امتِ مسلمہ پر جن عناصر کے ذریعہ ظلم کیا جا رہا ہے صرف انہیں کو یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔ عالمگیریت (Globlisation) جس کا مطلب عمومی طور پر پوری دنیا کو ایک ہی نظام کے تحت کرنا ہے، یعنی معاشی، تعلیمی، اخلاقی، تہذیبی، ہر چیز میں مغرب کا مقلد محض کر دینا، خاص طور پر عالمِ اسلام کو، کیوں کہ وہ جانتا ہے، کہ اگر ہمارا کوئی ہم سر اور مد مقابل ہے تو وہ اسلام ہی ہے، کیوں کہ مغربیت اور اسلامیت میں تضاد ہے، اس لیے کہ مغرب مادہ پرست ہے، اور اسلام اللہ پرست ہے، یعنی ہر امر میں اللہ کی بات کی پیروی کا مجاز ہے چاہے جو ہو جائے۔

عالمگیریت کو دنیا میں نافذ کرنے کے لیے مغرب نے ابلاغ عامہ یعنی میڈیا پر چاہے وہ پرنٹ ہو یا الیکٹرانک ہو اجارہ داری اور کنٹرول حاصل کر رکھا ہے، اور امریکہ کی جانب سے .M.F. اسٹاک مارکٹوں اور کریڈیٹ کارڈ کے اجرا کے ذریعہ پوری دنیا کے مالی نظام پر شکنجہ کسا جا رہا ہے، تہذیبی کنٹرول کے نام پوری دنیا کو برگر اور جینیز فیملی میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، آزاد مارکٹنگ کے نام پر پوری دنیا کو ملٹی نیشنل کمپنیوں کی جکڑ میں دے کر غربت میں اضافہ کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔

جمہوریت:

جمہوریت کے خوش نما نعرے کے ذریعہ سیاسی طور پر پوری دنیا پر اپنی بالادستی قائم کی جارہی ہے۔ خاص طور پر اسلام اور مسلمانوں کو اس کا شکار بنایا جارہا ہے، افغانستان، عراق، الجزائر، فلسطین، پاکستان، انڈونیشیا، لبنان، وغیرہ پر جمہوریت کے نام پر اسلام کا صفایا، اور مغرب کے تسلط کی کوشش کی جارہی ہے، جہاں کہیں اسلام جمہوریت کے راستے کامیاب ہوکر اقتدار پر آیا، ان یورپین ظالموں نے اس کی مخالفت کی، مثلاً فلسطین، مصر، الجزائر، وغیرہ کے حالات سے ان کی جمہوریت کے نام پر اسلام دشمنی عیاں ہے۔ **اللھم خذھم أخذ عزیزٍ مقتدر، اللھم فرق جمعھم، و خالف بین کلمتھم، و اجعل کیدھم، فی تضلیل آمین یا رب العالمین۔**

خاندانی منصوبہ بندی:

خاندانی منصوبہ بندی کے لیے تمام ممالک اور خاص طور پر اسلامی ممالک میں سروے کر کے یہ باور کرایا جارہا ہے، کہ افراد اگر تیزی کے ساتھ بڑھتے رہے، تو وسائل کم ہونے سے مسائل بڑھ جائیں گے، حالاں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں، یہ صرف مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے کا منصوبہ اور سازش ہے۔ **و مکروا و مکر اللہ، واللہ خیر الماکرین۔**

طاقت کا استعمال:

گلوبلائزیشن کے علمبردار امریکہ کا نظریہ یہ ہے، کہ جہاں کہیں بھی کوئی تحریک امریکہ کے مفادات کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہو، یا امریکہ کو ایسا محسوس ہو، تو وہ بلا کسی روک ٹوک کے اس پر حملہ کرنے، اور طاقت کا بے جا استعمال کرنے سے نہیں ہچکچائے گا، چاہے پوری دنیا اس کی مخالفت کرے۔

ٹیکنالوجی:

امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے ٹیکنالوجی خاص طور پر Hi-tech کمپیوٹر ٹیکنالوجی پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے، تاکہ یورپ کی نیوکلیائی بالادستی قائم رہ سکے، خاص طور پر مسلمانوں کو نیوکلیائی طاقت بننے سے روکنا امریکہ کی اوّلین ترجیح ہے، جس کے شواہد افغانستان، عراق، وغیرہ پر حملہ اور پاکستان و دیگر اسلامی ممالک کو ڈراتے اور دھمکاتے رہنے سے لگایا جاسکتا ہے۔

خواتین کی آزادی:

آزادیٔ نسواں کے نام سے ۱۹۱۹ء میں باقاعدہ ایک تحریک کھڑی کی گئی جس نے خاندانی سسٹم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، این جی اوز خاص طور پر رفاہی اور تعلیمی خدمات کے نام پر اس میں بڑا رول ادا کر رہے ہیں، اسلامی ملکوں میں یہ لوگ بہت سرگرم عمل ہیں، جس کے نتیجہ میں ماڈل لڑکیوں کا کاروبار زور پر ہے۔

اباحیت کا فروغ:

نیو ورلڈ آرڈر کا یہ ایک اہم ترین حصہ ہے جس میں ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پوری دنیا میں بے حیائی، اور بے راہ

روی کو فروغ دیا جارہا ہے، مثلاً ویلن ٹائن ڈے، روز ڈے، کلچر ڈے، اور ایسے بے شمار ڈیز اسی طرح ناچ گانا اور شراب کو عام کرنے کے لیے Holywood اور Bolywood جیسی فلم انڈسٹریاں ٹی وی سریلز، ویڈیو، فوٹو، کلپ آرٹس، اور اب تو موبائل نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی، کھیل کود کو خوب عام کیا جارہا ہے، مثلاً کرکٹ، ٹینس، فٹ بال، ہاکی، وغیرہ جس میں ایک طبقہ کھیلنے میں اور ایک طبقہ اسے دیکھنے میں اور تبصرے کرنے میں اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہا ہے، اور فرائض واجبات سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ **الله اللهم احفظنا!**

نصاب تعلیم:

امریکہ پورے دنیا کے سرکاری نصاب تعلیم پر نظر رکھتا ہے۔ اور اس میں ایسے نظریات شامل کرواتا ہے جس سے بچہ بچپن ہی سے مذہب سے متنفر ہو جائے، نظریۂ ڈارون، نظریۂ فرائیڈ وغیرہ کو خوب اہمیت دی جاتی ہے، حالاں کہ یہ تمام نظریات خود مغربی و روسی سائنس دانوں کے ہاتھ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں، مگر عمداً اس پر پردہ ڈالا جارہا ہے تاکہ مسلمان خاص طور پر دین سے بیزار رہے۔

اسلام مخالف فرقوں کا تعاون:

پچھلے دو سو سال سے امت کو داخلی انتشار سے دوچار کرنے کے لیے نئے فرقے کھڑا کرنا، اور یہود و نصاریٰ کا ان کو مالی تعاون کرنا، کسی سے پوشیدہ نہیں، مگر اب تو اس حرکت کو بھی تیز کر دیا گیا ہے، قادیانیت، بہائیت، موڈرن اسلام، سیکولر اسلام، نیا اسلام، جیسے بے شمار فرقے دنیا کے مختلف خطوں میں خاص طور پر اسلامی اقلیتی ممالک میں کھڑا کرنا، اور اس کا ہر اعتبار سے تعاون کرنا بالکل عیاں ہے۔

ان حالات میں اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ”**لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة**“ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ تو آیئے ہم پُرفتن دور میں ہمارے لیے اسوۂ حسنہ کیا ہو؟ جاننے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ ہمیں دنیا و آخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو جائے، اور ہم کامیاب لوگوں میں سے ہو جائیں۔

دور حاضر اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

قبل اس کے کہ ہم آپ کے سامنے کچھ تجاویز سیرت کی روشنی میں بیان کریں دور حاضر میں نیو ورلڈ آرڈر کے مفہوم کے بارے میں سیرت کی روشنی میں مختصر روشنی ڈالنا چاہیں گے۔

تجدید نظام عالم:

نئے عالمی نظام کی اصطلاح جس کو ہم تجدید کہہ سکتے ہیں، اس وقت متصور ہوگی، جب دنیا میں کوئی ایسی چیز وجود میں آئے، جس سے دنیا اپنی ہیئت اولیٰ کی طرف لوٹ جائے یعنی جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے، اس وقت جو حالات تھے کہ زمین خیر سے مالا مال تھی اور شر نہ ہونے کے برابر تھا اور دنیا کی یہ کیفیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”**ان الدنیا قد استدار کھیئھته یوم خلق السموات و**

الارض ''یعنی دنیا اپنی ہیئت اولیٰ کی طرح لوٹ چکی ہے، جس دن اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا یعنی دنیا جس کی بنا توحید پر ہوئی تھی، ایک بار پھر توحید کی جانب رواں دواں ہے۔ اور فتنے اور شرارتیں جو تخلیق کے بعد عروج پر تھے، اب روز بروز زوال پذیر ہو رہے ہیں، لہٰذا معلوم ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اصلاً نئے نظام کا آغاز ہوا ہے، نہ کہ ۱۹۴۲ء سے جو ۱۹۴۲ء کے بعد نظام نیو ورلڈ آرڈر کے نام سے وجود میں آیا، وہ شیطنیت کے احیاء کے علاوہ کچھ بھی نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو ایسی راہ دکھائی جو جہنم سے نجات دے کر جنت کی طرف لے جائے، اور یہود جن کو قیامت کے دن سب سے پہلے جہنم کا جھنڈا دیا جائے گا، وہ دنیا کو جہنم کی طرف لے ہی نہیں جا رہے، بلکہ دنیا کو بھی جہنم بنا کر رکھ دیا۔ **اللہ یدعوا الی الجنۃ و المغفرۃ باذنہ والرسول یدعوکم ۔**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کر دیا کہ: بلاشبہ جاہلیت کا ہر خون اور مال ومنصب وعہدہ قیامت تک میرے دونوں پیروں کے نیچے پامال ہے، یعنی اب قیامت تک کوئی دوسرا مذہب اور سلطنت مکمل طور پر ابدیت کے ساتھ اسلام کے آنے کے بعد استقرار نہیں پکڑ سکتی، اور الحمدللہ ہو بھی ایسا ہی رہا ہے۔

دور حاضر اور اسوۂ نبوی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اپنی وفات حسرت آیات سے قبل چند وصیتیں کی تھیں جس میں اہم یہ ہے :''**ترکت فیکم امرین: ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ابدا کتاب اللہ و سنتی** ''۔ میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ جا رہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے، تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

لہٰذا ہمیں کتاب اللہ کو پڑھنے پڑھانے سمجھنے اور سمجھانے اور اس پر عمل کرنے کا خوب اہتمام کرنا چاہیے، جس سے امت بڑی غفلت میں مبتلا ہے۔

علامہ اقبال نے امت کے حالات کو دیکھ کر تقریباً اسی نوے سال پہلے کہا تھا:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

دوسری چیز سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جس نے اسلام کی صحیح تعلیمات کی حفاظت میں اہم رول ادا کیا، جس کی بدولت تدوین حدیث، تدوین اصول فقہ، تدوین تاریخ، تدوین علم کلام، تدوین علوم القرآن، تدوین علوم حدیث، جیسے اہم علوم وجود میں آئے اور قرآن کے معانی کی مکمل حفاظت ہوگئی اور جس نے وحی الٰہی کو عملی نمونے کے طور پر پیش کیا۔ ابن العربی کے مطابق سات سو سے زائد علوم، حدیث کی برکت سے وجود میں آئے۔

مادہ پرستی سے چھٹکارہ کیسے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**أکثروا ذکر ھاذم اللذات اعنی الموت** ''۔ لذتوں کو فنا کرنے والی چیز، موت کو خوب یاد کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادہ پرستی (یعنی دنیا اور اس کی فانی نعمتیں) جس کا دورِ حاضر میں دور دورہ ہے، اور نیو ورلڈ آرڈر میں دنیا کو اسی مادہ پرستی کی جانب دھکیلنے کے لیے اپنی کوششوں کو تیز کر رکھا ہے۔ لہٰذا مسلمان

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے پیشِ نظر موت اور مابعد موت کی زندگی کو کثرت سے یاد کریں۔ تاکہ مادیت سے ذہن ہٹ کر ربانیت اور للّٰہیت کی طرف منتقل ہوجائے۔

سنت پر عمل کا مفہوم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اس درجہ تک اپنے دل میں پیدا کریں کہ ہر چیز سے زیادہ محبت آپ سے ہوجائے قرآن کا اعلان: ''**قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ**'' اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری یعنی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اسی کی شرح کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من مالہ وولدہ والناس اجمعین**'' تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کے مال، اولاد، ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

ایک روایت میں ہے: ''**ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ بما سواھما وان یحب المرٔ لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار**''۔

امام بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ کمال ایمان کے لئے یہ تین چیزیں ضروری قرار دی گئی۔ اس لیے کے جب آدمی غور کرے گا کہ نعمتوں کا دینے والا کون ہے تو ظاہر ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ نعمتوں کا دینے والا اللہ ہے، لہٰذا اسی سے محبت کرنی چاہیئے اور نعمتوں میں سب بڑی نعمت قرآن اور اسلام ہے، اور قرآن اور اسلام کو ہم تک صحیح معنی میں پہنچانے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تو ظاہر بات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت کرنے لگے گا، کیوں کہ حقیقت میں یہ دو ہی محبت کے حقدار ہیں، بقیہ سب وسائط کے درجہ میں ہیں، اور جب ان دونوں عظیم ترین ہستیوں سے محبت کرے گا، تو دوستی اور دشمنی بھی اسی سے کرے گا جس سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کریں یا ناپسند کریں، اور جب ایمان ان کی محبت کی برکت سے دل میں جم جائے گا تو ظاہر ہے دنیا کی ہر مصیبت، اور چمک دمک اس کی نظروں میں اسلام کے مقابلہ میں بے وقعت ہوجائے گی اور وہ اپنے اندر ایمان کی حلاوت محسوس کرے گا، پھر چاہے جو ہونا ہو، ہوجائے، مگر یہ ہرگز پسند نہیں کرے گا کہ وہ اسلام اور ایمان کے تقاضہ کے خلاف کسی امر کا ارتکاب کرے، چہ جائیکہ اسے چھوڑ دے، آگ میں جلنا تو پسند کرے گا، مگر ایمان چھوڑ نا پسند نہیں کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو پڑھا جائے لوگوں کو سنایا جائے تاکہ خوشی غمی، عبادت، چلنے پھرنے تمام چیزوں میں آپ کا طریقہ معلوم ہو اور پھر اس پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار ہو اور یہی مطلوب اور مقصود ہے۔

محبت تین طرح ہوتی ہے: (۱) محبت قولی (۲) محبت قلبی (۳) محبت عملی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر مسلمان میں تینوں قسم کی محبت کا ہونا ضروری ہے۔ محبت قولی یہ ہے، کہ محبِّ رسول ہونے کا دعوی کرے، محبت قلبی یہ کہ دل میں آپ کی ہستی سے زیادہ اور کسی کی محبت کو جگہ نہ دے۔ اور محبت عملی یہ ہے کہ ہر کام کے کرنے سے پہلے یہ دیکھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ہے یا نہیں؟ اسلام میں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اصل محبت تو یہی ہے۔ کیا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا کوئی ہوگا؟ مگر پھر بھی احد میں ان سے

صرف ایک مرتبہ اجتہادی غلطی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم پر عمل کرنے میں کوتاہی ہوئی تو مسلمانوں کو کچھ دیر کے لئے شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ قرآن کہتا ہے: ''**فاثابکم غما بغیر بغم**'' پھر تم کو غم کے عوض غم پہونچا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تنگ کیا اس کے بدلے تم پر تنگی آئی تا کہ آگے یاد رکھو ہر حالت میں رسول اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چلنا چاہیے خواہ بظاہر کسی نفع کے ضائع ہونے کا امکان نظر آئے۔

اے دورِ حاضر کے مسلمانو! ذرا غور کرو کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے زیادہ کیا کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا نہیں ہوگا، مگر پھر بھی جب ''چوک سے'' عمداً اور جان کر نہیں عملی طور پر بھول ہوگئی، تب بھی صحابہؓ کی گرفت ہوئی اور قرآن میں اس کو بیان بھی کیا گیا، تا کہ لوگوں کو سبق مل جائے، کہ کسی بھی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت جائز نہیں۔ تو ذرا ہم غور کریں کہ ہم تو سنتوں پر عمل کرنا درکنار، فرائض و واجبات کی بھی پروا نہیں کرتے، بلکہ اور زیادہ افسوس کی بات یہ کہ، امت کا ایک بڑا طبقہ حلال کو حرام، اور حرام کو حلال کرنے پر تُلا ہوا ہے؛ کہیں سود کو، کہیں داڑھی تراشنے کو، کہیں چہرے کے حجاب کو، کہیں ڈیز Days منانے کو، کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی فلم بندی وفلم بنی کو، کہیں تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی کے معاف کرنے کو، کہیں جہاد کی فرضیت کے انکار کو، کہیں بابری مسجد سے دست بردار ہونے کو؛ اور کہیں لال مسجد آپریشن میں طالبات قتل کرنے کو، جائز ہی نہیں، حلال ہی نہیں، بلکہ مستحب قرار دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بھلا بتاؤ! ایسے حالات میں نصرت و مدد آسکتی ہے؟ نہیں! عذاب تو آسکتا ہے، مگر نصرت نہیں آسکتی۔

لہٰذا اے مسلمانو! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ قولاً، عملاً اور قلباً ہر طرح سے تھام لو، پھر دیکھو نصرت آتی ہے یا نہیں، سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ بنالو پھر دیکھو تم سربلند ہوتے ہو یا نہیں، رب کعبہ کی قسم تم دنیا و آخرت میں سرخ رو ہو جاؤ گے، سربلندی تمہارا استقبال کرے گی، تم مقصدِ حیات کو پالو گے یعنی رضاءِ الٰہی کو، اقبالؔ نے کیا خوب کہا۔

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا پہلا قدم یہ ہے کہ ہمارے اعمال وافعال وقت کے تقاضوں کے تابع نہ ہوں بلکہ اسوۂ حسنہ کے تابع ہوں یہی مسلمان کی بازآفرینی کا نسخہ ہے یوں ہی مسلمان اس نام نہاد عالمی نظام کے تار پود کو بکھیر سکتا ہے۔ اور انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلا سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک نے ان کے عہد کو خیر القرون بتایا، اور اسی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جیسے تمام آنے والے زمانے اس عہد میں اکٹھے کر دیے گیے، انسانی زندگی کے کسی امکان کے بارے میں غور کیجئے، کسی صورت حال کے بارے میں غور کیجئے، تو وہ اسی زمانہ میں نظر آجائے گی، اللہ تعالیٰ نے تمام زمانوں کو اس ایک عہد میں سمیٹ دیا، یہی وہ نکتہ ہے جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے، کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ، تمام انسانی مسائل پر منطبق کی جاسکتی ہے۔ **اللھم حبب الینا الایمان و زینه فی قلوبنا و کره الینا الکفر و الفسوق و العصیان. و جعلنا من الراشدین. آمین!**